مذہب اور سائنسی تعلیم: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں ایک مطالعہ

Religion and Scientific Education: A Study in the Context of Islamic Teachings

Saima Umbreen

Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies, BZU, Multan

Dr. Idrees Lodhi

Prof. Department of Islamic Studies, BZU, Multan

Abstract

Religion is the other name of faith to which all the responsibilities are related. It is an inevitable power that plays an important role in rectifying our action. Religion is a force to be believed in and by trusting in it. Life is lived according to its order and purpose religion is not the name of particular faith. There are many religion in the world which are different to each other when we dis cuss general concept of religion we should not mix them each other. When we talk about Islam, we should avoid associate many wrong concepts to Islam without research. According to Islam "my prayers, all my act of worship, my living, my dying, all for the Lord of the worlds who has no partner, and this order has been given to me and I am the first to obey Him". Goodness and badness in food, drink and clothing are under religion and the tendencies are beneficial which grow under religion. Religion has given us the concept of punishment and reward. Science is a method of research by which we start from a known facts and events. Ultimately, we make a faith or hypothesis that some facts are existing. This means is un biased. On other side Science is research and exploration. This mean of research is flawed and deficient. Achievements in scientific knowledge and disciplines show that no single man can remember the whole knowledge alone,

for science education it is necessary to exclude all unnecessary topics and details in it. Science education should aim at prevention of evil and search of virtue. It seems that science or science education has no connection to ethics, Moreover, the religion of Islam is a religion in which the teaching of ethics is also found and it helps in the teaching of science.

Keyword: Religion, Scientific Education, Context, Islamic Teachings

تمہید

مذہب سے مراد ایک خدا یا بہت سے خدا کو ماننا ہے۔ مذہب اعتقاد کا مخصوص نظام ہے جس میں تمام تر زمہ داریاں اس سے منسلک ہوں۔[1] مذہب ایسے نظام کو کہتے ہیں جو عقائد سے تعلق رکھتا ہے مذہب کسی ایسی قوت پر یقین اور مکمل اعتماد رکھنا جو زندگی کو متاثر کرے اور اس قوت پر یقین رکھنا اور ایسا اعتماد جو کہ اس قوت کی منشا اور حکم ہو اس کو ماننے اور چلے جو ہمیں ایسی راہ کی رہنمائی کرے جو ہماری زندگی سے گہرا تعلق رکھے جو اس پر یقین کرے گا اتنا ہی اس پر چلے گا جو مذہب کو ہی نہ جانتا ہو گا وہ اس پر یقین نہیں کرے گا اور لا مذہب کے دائرے میں آجائے گا گویا ہر شخص دو طبقات میں تقسیم ہو جائے گا وہ مذہب کو مانتا ہو گا یا نہ مانتا ہو گا اور مذہب کسی ایسی قوت کو ماننے کا نام ہے جو زندگی سے حاکمانہ اور بعض صورتوں میں مخلصانہ تعلق رکھتی ہے۔ لیکن مذہب کی یہ تعریف مکمل نہیں قرار دی جا سکتی کیونکہ مذہب میں اسلام اور دوسرے مذاہب جیسے عیسائیت یہودیت بدھ مت وغیرہ بھی آسکتے ہیں مذہب کسی ایک مخصوص عقیدے کا نام نہیں ہے۔ دنیا میں لوگ مختلف عقائد رکھتے ہیں اور مختلف مذاہب ہیں[2] گویا مخصوص عقائد اور تصورات جو لازمی نہیں کہ ایک دوسرے مذہب سے بھی ملتے ہوں۔ اس لئے جب ہم عمومی تزکرہ مذہب کا کرتے ہیں تو اس میں دیگر مذاہب یا معاشروں کے رسوم ورواج کو اس میں ملا نہیں دینا چاہئے جس مذہب کا جو عقیدہ ہے اس تک ہی محدود کرنا چاہئے، اور جب بات اسلام کی کی جائے تو معاشرے میں پھیلی ہوئی توہم پرستی بے عقیدہ باتوں اور ہر شخص کی اپنی تقلید پسندی اور توہم پرستی کو بغیر تحقیق کے اسلام کے ساتھ نہیں جوڑنا چاہئے۔

سائنس

سائنس اپنے وسیع مفہوم میں دو معنی میں مستعمل ہے اول یہ کہ کسی بھی منظم علم کو سائنس کہا جاتا ہے اس طرح ہر مطالعہ انسانی کے ہر موضوع کو ایک سائنس کا نام دیا جاتا ہے، لیکن عموماً سائنس کی اصطلاح ایک مخصوص معنی رکھتی ہے اور اس سے مراد تجرباتی اور اثباتی سائنس ہے long man ڈکشنری نے سائنس کے معنی یہ بتائے ہیں

Knowledge about the world especially based on examining,testing and proving facts, many leading Scientist donot consider that science can give reliable knowledge.

سائنس ایسا طریقہ کار حقائق کو جاننے کا انداز اور جانچنا جس میں ذاتی اور متعصب خیالات نہ ہوں۔ کائنات میں جو حقیقتیں ہیں ان میں سے نسبتاً تھوڑی تعداد کو ہم حواس کے ذریعے معلوم کر سکتے ہیں ان کے علاوہ جو چیزیں ہین اس کا ذریعہ استنتاج inference یا تعقل reasoning یہ استنتاج یا تعقل ایک طریق فکر ہے جس کے ذریعے سے ہم کچھ معلوم واقعات سے آغاز کر کے بلاآخر یہ

عقیدہ بناتے ہیں کہ فلاں حقیقت یہاں موجود ہے[3]۔ سائنس کا مقصد تجربات کے حقائق کو ذاتی احساس سے بالاتر بیان کرنا قابل تصدیق اصطلاحات یا انداز میں یا بالکل ہو بہو جتنا ممکن ہو سکے سادہ اور مکمل۔[4] چونکہ مادہ اور توانائی یا اشیاء فطرتی قوتیں ہیں اشیاء پانی وغیرہ اپنی اپنی ساخت شکل فارمولے رکھتے ہیں ہر ایک اپنے قاعدے کے مطابق کام کر رہا ہے یہ پانی مالیکیول وغیرہ سے مل کر بنا ہے اس لئے اس کا یہ مطلب نہیں نکلتا ہے کہ اسے خدا نے نہیں بنایا ہے سائنسی قوانین ان قوانین کی ایجاد یا دریافت سے پہلے بھی کام کر رہے تھے۔ اسی خدا نے کہا ہے کہ زمین وآسمان تمہارے لئے مسخر کر دئے ہیں انسان کو یہ صلاحیت دی گئی کہ وہ کائنات پر غور وحوض کر سکے انسان کو علم دیا گیا ہے اسی صلاحیت کی وجہ سے خدا ہی کو جھٹلا دیا جائے تو پھر توحید اور ایمان باللہ کسے کہتے ہیں یَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ[5] زمین وآسمان میں جو ہیں وہ سب اسی سے اپنی حاجت مانگ رہے ہیں ہر آن وہ نئی شان ہے أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ[6] کیا وہ لوگ جنھوں نے نبی کی بات ماننے سے انکار کیا غور نہیں کرتے کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے ان کو جدا کیا اور پانی سے ہر چیز پیدا کی کیا وہ نہیں ایمان لاتے إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ[7] درحقیقت تمھارا رب اللہ ہی ہے جس نے زمین وآسمان کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اپنے تخت پر جلوہ فرما ہوا

مذہب اور اخلاق کا تعلق

اخلاق اس کا مادہ خلق ہے۔ خلق بمعنی خلقت یعنی اس شکل وصورت پر بولا جاتا ہے جس کا تعلق ادراک بصر سے ہوتا ہے خلق پیش کے ساتھ اس کا تعلق قوت باطنہ عادات وخصائل کے معنی میں استعمال ہوا ہے[8] قرآن مجید میں ہے وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ[9] خلق تخلیق کے معنی کے لئے بھی استعمال ہوا ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ[10] مختلف جگہوں پر مذہب، دین ودنیا، اخلاق وغیرہ کی اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں اگرچہ مطلب کے مدعا کے لئے یہ اصلاحات بہت واضح نہیں ہیں مذہب سے تمام مذاہب کا تصور آتا ہے مذاہب ایک دوسرے سے بہر حال مختلف ہیں اخلاق سے ایک اضافی شے یا ضمنی ضرورت جس کو مرضی یا خواہش کے ہونے پر کرنا، یا کر لیا تو ٹھیک، نہ کیا تو بھی کوئی خاص فرق نہ پڑے زیادہ سے زیادہ اتنا کہ، لوگ اسے با اخلاق کہ دیں معاشرے کو یا انسان کی اپنی ذات کو کوئی خاص فرق نہ پڑے کسی معیشت سیاست معاشرت مذہب جزا وسزا قانون اور یوم حساب سے کوئی تعلق نہ ہو یا مذہبی تعلیم میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہو مگر اس پر عمل سے کوسوں دور ہوں یا محض اتنا کہ کچھ چیزوں کو جیسے نظر آنے والی اشیاء ظاہری حلیہ اور چند باطنی عادت جیسے خلوص سے پیش آنا یا چند بری عادتوں سے بچنا ہی مقصد ہو وغیرہ۔ یہ بری باتیں نہیں ہیں یا منع نہیں ہیں مگر محض ان پر اکتفا کرنا ان کے لئے مذہب کی ضرورت محسوس نہ کرنا یا جس کے لئے خدا کی تعلیمات کی ضرورت نہ ہو یا بس اتنی ہو کہ ان چند باتوں سے مذہب یا مذہبی قوتوں کو راضی کرنا یا دوسرے لفظوں میں خدا کو راضی کرنا ہو سکتا ہے لیکن یہ تمام زندگی کا حصہ نہیں ہیں ایک جز و یا اس سے بھی کم ہو سکتے ہیں تو کیا مذہب ایک محدود شے کا نام ہے۔ دوسری طرف علم اخلاق سے مراد عادت واطوار کی اچھائی یا برائی کا مطالعہ کرنا یا خیر وشر کی تحقیق کرنا ہے اسی کے ذریعے سے نیک وبد کا تعین ہوتا ہے[11] تصور خیر وشر سے اقدار کا تعین ہوتا ہے جب کوئی اقدار، میعار اور ضوابط خیر وشر کو اپنا موضوع بناتی ہے تو وہ اخلاقیات کے دائرے میں شمار ہوتی ہے۔[12] جیسا کہ اخلاقیات پر بحث مذہبی اعتقادات یا الٰہیاتی مفروضات سے ہٹ کر کی جاتی ہے لیکن نصب العین کی اساسی نوعیت کی بابت کوئی تفصیلی بحث جس سے نیک وبد کا تعین ہو سکے

اس امر پر مجبور کرتی ہے کہ ہم اپنے اعتقاد وایمان کی تعریف حقیقت اولیٰ کی مدد سے کریں جس سے کہ ہماری زندگیاں جڑی ہوئی ہیں یا جڑ پکڑے ہوئے ہیں اور جہاں سے وہ نکلتی ہیں اخلاقیات اسلام علحدہ اپنا کوئی وجود نہیں رکھتی ہیں بلکہ وہ مذہبی اعتقاد کے اساسات سے بطور ضمنی نتائج پیدا ہوتی ہیں[13]۔ علم اخلاق کو الگ بنا دیا گیا علم معیشت ہو یا کائنات کا اور مضمون، موضوع ہو بہت وسیع کر دیا گیا ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ معیشت اور شے ہے اور اس کا کسی اخلاق سے تعلق نہیں، اسی طرح سائنس کا کسی اخلاق سے کوئی تعلق نہیں۔ اخلاق کوئی علیحدہ شے نہیں اور زندگی کے ہر شعبے سے گہرا تعلق رکھتی ہیں۔

مذہبی تعلیم

اسلام کی مذہبی تعلیمات کو بیان کرتے ہیں۔ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ [14] کہو کہ میری نماز میرے تمام مراسم عبودیت میرا جینا میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العٰلمین کے لئے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے میں سر اطاعت جھکانے والا ہونیا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا[15] ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں پھر اگر آپس میں کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اسے خدا اور رسول کی طرف پلٹا دو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والے ہو۔ یہی تمہارے حق میں خیر اور انجام کے اعتبار سے بہترین بات ہے علم کے بارے میں قرآن مجید میں کہا گیا ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا[16] اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے مت جانا کہ روزِ قیامت سماعت، بصارت اور قوتِ قلب سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہے اور صلاحیتیں دے کر بھیجا اس کے ساتھ ضروریات بھی لگا دی گئی جن میں سے بعض اتنی ضروری ہیں کہ ان کے بغیر وہ جی نہ سکے جیسے کھانا پینا وغیرہ مگر انسان کو اس کے ساتھ یہ ضروریات خود بخود نہیں مل سکتی اس کے لئے وہ تگ ودو کرتا ہے اور اور اپنے لئے رزق تلاش کرتا ہے۔ اور اپنی ضروریات پوری کرتا ہے تلاش کرنا اور کوشش کرنا اور حاصل کرنا یہ دوسرے معنوں میں سائنس ہو سکتی ہے جس میں انسان بعض معیار، فارمولے اور ان سے حاصل ہونے والے تجربات، اصول اور قوانین بناتا ہے کچھ غیر متغیر ثابت ہوتے ہیں کچھ بعد میں تبدیل ہو گئے یا اس سے بہتر دریافت ہو گئے۔ پیمانے اور انسانی کوشش اور جدوجہد کے بارے میں کہا گیا ہے أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۔ وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۔ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ۔ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ۔ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَىٰ ۔[17] اور یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور یہ کہ انسان کے لئے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اس نے سعی کی اور اس کی سعی عنقریب دیکھی جائے گی اور پھر اس کی پوری جزا دی جائے گی اور آخر کار پہنچنا تیرے رب کے پاس ہی ہے۔ دنیا میں کوشش جدوجہد کی اہمیت بتا دی گئی ہے قرآن سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اب انسان اپنی کوشش سے حاصل کر سکے گا اس کے علاوہ نہیں ظاہر ہے (انسانی ضروریات کی وجہ سے اور ان کو پورا کرنے کے لئے) انسان جو کام یا تگ ودو کرتا ہے بلآخر اس میں بہتری بھی آتی ہے اور انسان نئے اسلوب اور طریقے بھی سیکھتا ہے پھر اس نے جدوجہد سعی یا کوشش کر کے کسی بھی مفاد یا چیز کے حصول کے لئے استقرائی اور استخراجی قوانین بنائے اور نئے سائنسی قوانین تلاش کئے اور یہ ساری تگ ودو کس لئے ہے یا بہر حال جو بھی مقصد ہے اس کی کوشش اور جدوجہد کو خدا کے پاس دیکھا جائے گا اور اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

کتاب بر حق

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ[18] لوگ ایک امت تھے پھر اللہ نے ان میں نبی بھیجے جو راست روی پر بشارت دینے والے اور کجروی کے نتائج پر ڈرانے والے اور ان کے ساتھ کتاب بر حق نازل کی تاکہ حق کے بارے میں جو لوگوں کے درمیان اختلافات رونما ہو گئے تھے ان کا فیصلہ کرے، اختلاف ان لوگوں نے کیا جنہیں حق کا علم دیا جا چکا تھا انھوں نے روشن ہدایات پالینے کے بعد محض آپس میں زیادتی کرنا چاہتے تھے، پھر اللہ نے اپنے اذن سے اس حق کا راستہ دکھایا جس میں لوگوں نے اختلاف کیا اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست دکھا دیتا ہے کائنات کی تسخیر کے بارے میں اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۔ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۔[19] وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر کیا تاکہ اس کے حکم سے کشتیاں اس میں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور شکر گزار بنو اس نے زمین اور آسمان کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا اپنے پاس سے اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرنے والے ہیں وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔[20] یہ لوگ جنھوں نے تمھاری بات ماننے سے انکار کر دیا ہے کہتے ہیں کہ اس شخص پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری آپ تو محض خبر دار کرنے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما ہے۔ ِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ۔[21] ہم نے تم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر کوئی ایسی قوم نہیں گزری جس مین ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ انبیاء علیہ السلام نے یہ کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ جو تعلیم انھوں نے انسانوں کو دی ہے یہ غیر معمولی تعقل و تفکر کے ذریعے حاصل ہوا اور درحقیقت اس میدان میں عقل عاجز ہے انسانی زندگی کے لئے غرض وغایت مقرر کرنا خیر وشر کے ابدی امتیاز و معیار مقرر کرنا یہ تمام امور طے کرنا کسی انفرادی اور اجتماعی عقل کے بس کی بات نہیں اس کی درماندگی اور نارسائی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں[22] یہ کام اس ایسی ہستی کا ہو سکتا ہے جو علیم و خبیر ہو جو انسان کی حقیقت سے پوری طرح واقف ہو ظاہر ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو خالق کائنات ہے علوم کے حصول میں ایک بنیادی بات یہ ہے کہ زندگی کا کوئی شعبہ اس وقت تک صحیح نتائج کے استخراج میں معاون نہیں ہو سکتا تھا جب تک اس کا تعلق دوسرے شعبوں سے دریافت نہ ہو جائے زندگی کا کوئی شعبہ پوری حقیقت کا نمائندہ نہیں ہے۔ سائنسی علوم ہوں یا علم و ادب کے ذخائر سماجی علوم ہوں یا فنون لطیفہ یہ سب تجربے کے بکھرے ہوئے اجزا ہیں۔

حلال و حرام کا تصور

اللہ نے جو امر اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے وہ حلال ہے اور جو حرام قرار دیا ہے وہ حرام ہے اور جس امر کے بارے میں سکونت کیا ہے وہ عفو ہے اللہ سے عافیت طلب کرو اور اللہ بھولنے والا نہیں ہے۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔[23] اور اے پیغمبر علیہ السّلام ہم فرشتے آپ کے پروردگار کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے ہیں ہمارے سامنے یا پس پشت یا اس کے درمیان جو کچھ ہے سب اس کے اختیار میں ہے اور آپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے

آزمائش اور نیکی میں سبقت

یہ زندگی ایک آزمائش ہے اور اللہ نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کر دی ہے۔لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ[24] ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی اگرچہ تمہارا خدا چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن اس نے اس لئے کیا کہ جو کچھ اس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے، لھذا بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو آخرکار تمہیں خدا کی طرف پلٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو

اللہ کی عبادت کا حکم

رسولوں کے بھیجے جانے کا مقصد یہ رکھا کہ اللہ کی عبادت کی جائے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ [25] اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہو گئی پھر ذرا زمین پر چل پھر کر دیکھو کہ کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ[26] آپ ان سے کہہ دیجئے کہ روئے زمین سیر کرو اور پھر دیکھو کہ مجرمین کا انجام کیسا ہوا ہے

ناگزیر قوت

مذہب ہر دور میں رہا نہ صرف جاری وساری ہے بلکہ اسے ناگزیر تسلیم کیا گیا مذہب نے محروم اور دکھی انسانیت، ضعیف اور غمزدہ انسانوں کو جذباتی اور روحانی تسکین عطا کی ہے جو ان کی نظر میں طبعی اور حقیقی امداد سے بھی زیادہ قیمتی اس کی مدد سے اساتذہ نے اور والدین نے صغر سنوں میں نظم وضبط پیدا کیا ہے اور اسی کے مقدس اصولوں کی بنا پر ایماندار انسانوں کے ذات باری تعالٰی سے رشتے استوار ہوئے۔[27]

انبیاء

محض عقلی ھدایت انسان کے لئے کافی نہ تھی اس لئے ربانی حقائق کا فھم وادراک مخصوص منعم علیہ افراد کے لئے ممکن بنا دیا گیا[28]

خدا پر ایمان

خدا پر ایمان لازم وملزوم ہے اخلاقیات ہوں یا سائنس یا معاشرت کے اصول فطرت کی قوتوں کا اظہار ان سب کو مانا جائے اور اس کے ساتھ خدا پر ایمان رکھا جائے اسی نے ان قوانین کو بنایا ہے ہر شے اسی کی اطاعت کر رہی ہے خواہ اس کی مرضی نہ ہو جیسے انسان نہ زندگی پر قادر نہ موت پر قادر۔ خدا کی خصوصیت یہ ہے أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ[29] کیا یہ لوگ اللہ کی اطاعت کا طریقہ چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں حالانکہ زمین اور آسمان کی ساری چیزیں چار و ناچار اللہ ہی کی تابع فرمان ہیں

مذہب اور قانون

قوانین میں مذہب کا کردار نمایاں ہے۔ مذاہب عالم قانون کے لئے بنیادی تصورات رکھتے ہیں جو اخلاقیات پر مبنی ہوتے ہیں کوئی قانون بھی اپنی اصل سے لاتعلق نہیں ہوتا۔ بہرحال تمام مروج اخلاقی میعار خواہ وہ ماضی کے تجربات پر مبنی ہوں یا منزل من اللہ ہوں آج کے قانون کا حصہ ہیں اس سے ثابت ہوا کہ مذہب قانون کی پیداوار نہیں بلکہ قانون مذہب کا شاہکار ہیں[30]

خدا کا تصور اور مذہب

اگر سائنس نے نوع انسانی کو خیالی خداوں مافوق الفطرت قوتوں وغیرہ اور ارواح خبیثہ کے متوہمانہ خوف سے آزادی حاصل کی تو مذہب نے ایک حقیقی اور طاقتور مہربان خدا کے عقیدہ سے تمام بے اصل تخویفات سے مخلصی عطا کی[31]

سزا و جزا کا تصور اور مذہب

سزا اور جزا کے اور حساب کتاب کے تصور نے ان اعمال کے ترک کرنے کا درس دیا جو عذاب کا باعث بن سکتے ہیں اور ان اعمال کی انجام دہی کے اصول وضع کئے جو ثواب کا موجب بن سکتے ہیں عذاب وثواب کی اصطلاحات کی وجہ سے نیکی اور بدی کا تعین ہوا خیر وشر کے تصورات نے زندگی کو سلیقہ عطا کیا[32] سزا و جزا کے تصور کو اگر سائنس میں بھی اس کے مضمون کے ساتھ ہی لاگو کیا جائے تو بہت سے ایسے موضوعات سلیبس میں سے خارج کئے جاسکتے ہیں جن سے وقت کا ضیاع ہو اور ان کی جگہ اور ضروری اسباق تعلیم میں دیئے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ سائنس کی تحقیق میں بھی اسی طرح کرنے سے بہت سی نقصان دہ اشیاء انسانیت سے دور ہوں گی اور بہت سی اعلیٰ اشیاء سے فوائد اٹھائے جاسکتے ہیں گویا مقاصد میں کسی بھی مضمون کی قدر (فوائد و نقصان) کے اعتبار سے اہمیت واضح کرنا اور تعلیم میں ان کو اہمیت دینے سے تعلیم کا میعار بڑھ جائے گا

مذہب اور معاشیات

کسی بھی ملک و قوم کا معاشی نظام اس کے مذہبی اعتقاد سے آزاد نہیں ہو سکتا خواہ اس کا تعلق افراد کے انفرادی کردار سے ہو یا منڈی کی عمومی اقدار سے اور اجتماعی اصولوں سے کسی ملک یا علاقے قوم اور معاشرے کے متعلق درست رد عمل کا اندازہ صرف اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب آپ اس کی معاشی حالت تعلیم پیشہ وغیرہ کے علاوہ مذہب اور ان کے اعتقاد اور کردار سے بھی بخوبی واقف ہوں[33]

مذہب کا غلط استعمال

مذہب کو شخصی یا گروہی مفادات کا ذریعہ بنادیا گیا، نیکی کی بجائے مسلک اور رواج کو اہمیت ہوگئی[34]

مذہب اور نگران کا تصور

خدا ہر شے کو جانتا ہے اور یہ بات انسان کو برائی سے روکے گی قرآن مجید میں ہے وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ[35] وہی ایک خدا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے جو کھلے اور چھپے سب حال جانتا ہے اور جو برائی یا بھلائی تم کماتے ہو اس سے خوب واقف ہے۔

سائنس

ہر علم کی بنیاد چند عقائد پر ہوتی ہے قانون کی سببیت اور فطرت کی یک رنگی کل سائنس کا بنیادی اصول ہے ایک سائنسدان اس عقیدے سے آغاز کرتا ہے کہ ایک کائنات ہے جو ہر پہلو میں قانون کی پابند ہے لیکن جو کائنات مشاہدہ اور تجربہ میں ہے وہ موجودات کی مجموعیت کا ایک نہایت حقیر جزو ہے کس طرح ایک سائنسدان لامحدود کل کا دعویٰ کر سکتا ہے جب کہ وہ ایک

نہایت محدود حصہ کا علم رکھتا ہے[36] ہر منظم علم کو سائنس کہا جاسکتا ہے سائنس اپنے وسیع تر مفہوم میں دو معنی میں مستعمل ہے اول یہ کہ کسی بھی منظم علم کو سائنس کہا جاتا ہے اس طرح ہر مطالعہ انسانی کے ہر موضوع کو ایک سائنس کا نام دیا جاتا ہے لیکن عموماسائنس کی اصطلاح اپنے ایک مخصوص معنی رکھتی ہے اور اس سے مراد تجربی سائنس یا اثباتی سائنس ہے[37] تحقیق حق میں سائنس اور مذہب کے بہت سے اساسی تصورات مماثل ہوسکتے ہیں یہ کہا جاسکتا ہے سائنس کے حقائق کا اندازہ عملی طور پر کیا جائے اور اس کے فوائد کا تخمینہ انسانی فلاح و بہبود کے الفاظ میں ہونا چاہئے[38] سائنسی علم میں جس قدر اضافہ ہورہا ہے اس سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ اب کوئی شخص پورے سائنسی علم کو یاد نہیں رکھ سکتا جس طرح ہر علم کے چند بنیادی اصول ہیں اسی طرح سائنس کے بنیادی اصول تعلیم میں شامل کئے جائیں ایسے مضامین جن کا اہم مقاصد سے تعلق نہ ہو یا جن کی اہمیت تعلیمی نکتہ نظر میں زیادہ نہ ہو اس کو شامل نہ کیا جائے اور جو محض وقت کا ضیاع ہو ان کو بھی شامل نہ کیا جائے

سائنس اور اقدار سائنس اور مقاصد

انسانوں نے خیر کی تعلیم نیکی اور بھلائی کی تعلیم انبیاء سے حاصل کی ابن قیم فرماتے ہیں ہیں کہ اگر سلسلہ نبوت نہ ہوتا تو دنیا میں کوئی بھی علم نافع نہ ہوتا نہ خیر کے کام ہوتے نہ معاش میں بہتری ہوتی نہ مملکت کو قیام ہوتا۔[39] علم کی غایت نیکی کی تلاش اور بدی کی مذمت ہے[40] سائنس بھی علم کی ایک شاخ ہے یا منہج حصول علم ہے اس کا بھی مقصد نیکی کی تلاش اور بدی کی روک تھام ہونا چاہئے نیکی سے مراد اچھائی اور فلاح ہے اچھائی اپنے لئے ہے اگر یہ جان لیا جائے تو ہر کام ہم خوشی سے کریں۔ إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا (7) اگر تم نے بھلائی کی اور وہ تمہارے اپنے ہی لئے تھی اور برائی کی تو وہ تمہارے اپنے لئے ہی تھی۔ نیکی ایک عام مفہوم کا لفظ ہے اس میں ہر وہ چیز آئے گی جس کا خدا نے حکم دیا ہےوَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (38 وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ (39) لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (40)[41] اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف جا رہا ہے یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے اور چاند ہم نے اس کے لئے منزلیں مقرر کردی ہیں یہاں تک کہ ان میں سے گزرتا ہوا پھر کھجور کی سوکھی ہوئی شاخ کی مانند رہ جاتا ہے نہ سورج کے بس میں ہے کہ وہ چاند کو جا کے پکڑے اور اور نہ رات دن پر سبقت لے جاسکتی ہے۔

سائنس کا دائرہ کار، ربط اور غایت کا تصور

انسان اور سائنس کا تعلق تعلیم میں دیا جانا ضروری ہے اگرچہ یہ کام آسان نہیں مگر بنیادی قدروں سے اور بہترین قدروں سے اس کی تعلیم دی جاسکتی ہے جو مذہب ہی میں ہمیں مل سکتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کی فطرت چند داعیات وتقاضوں سے عبارت ہے یہ امکانات عمل ہیں بعض کی کمی یا عدم دستیابی سے سے جان کی بازی بھی ہار سکتا ہے جیسے کھانے پینے کی اشیاء کی عدم دستیابی۔ کھانا پینا لباس یہ بذات خود خیر و شر نہیں لیکن ان میں بھی میعار ہے جیسا کہ کہا گیا کہ معاشرے کے لئے صرف وہی تقاضے اور رجحانات نافع ہوتے ہیں جو مذہب کے تحت پروان چڑھتے ہیں[42] یہ ایک حقیقت ہے کہ سائنس کو بے شمار مسائل کا سامنا ہے سماجی حالات سے یکسر ناموافق ترقی یا ٹیکنالوجی کا استعمال۔ موجودہ حالات کے تناظر میں میں مسائل کے حل کے لئے ڈکسن (Dicksin) کی تجویز ہے سائنس کی تعلیم میں تین اقسام کا شعور داخل کیا جائے سماجی شعور، جس میں سائنس اور معاشرے کے مابین تعلقات کا شعور بھی شامل ہے ماحول کا شعور، طبیعی ماحول اور ماحولیاتی نظام پر سائنس کے اثرات کا شعور اور عالمی شعور، جس کے ذریعہ دنیا کی ترقی کے مسائل اور دنیا کے غیر ترقی یافتہ ممالک کے ودرپیش مسائل میں سائنس وٹیکنالوجی

کے کردار کا احساس پیدا کرنا[43] متعلقہ مضمون میں متعلقہ مسائل کا تذکرہ بھی کیا جائے آیا یہ مسائل کس سے تعلق رکھتے ہیں ماحول سے معاشرتی تقسیم سے ظلم سے یا غصب سے یا بھلائی سے فلاح سے اور ان کا تعلق انفرادی ہے یا گروہی ہے یا معاشرتی یا عالمی، ہمیں کس مسئلے کی ذیادہ کوشش کرنا ہے، ایسے دلائل تلاش کرنے ہیں جو ہمیں ترقی کی طرف لے جائیں۔ دلیل کا اسلوب یہ کہ اگر ہم سچائی کے ادراک پر قادر ہیں تو ہمارے قلب و ذہن میں اس کے لئے ایسی صلاحیتوں کا ھونا بھی ضروری ہے جن کے بل پر ہم سچائی کو پا لینے میں کامیاب ہو سکیں[44] محض عنوان جیسے ایٹم مادہ یا جسمانی نظام کے افعال، غذائی اجزادوائیوں کے طریقہ کار یا ساخت کے ساتھ ساتھ انسانی تعلق اور فلاحی عنصر کتنا ہے اور یہ تعلیم ہمیں کیا فائدہ دے گی آیا خدمت ہو گی یا تکلیف دہ۔ اگر سائنسی تہذیب کو برتر بنانا مقصود ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ معلومات کے ساتھ ساتھ حکمت میں بھی اضافہ ہو ،حکمت سے مراد زندگی کی غایات کا بہتر تصور ہے، مگر یہ وہ شے ہے جسے سائنس مہیا نہیں کر سکتی[45] اس کے ساتھ بے جوڑ معلومات کے ڈھیر کے ساتھ زندگی نہیں گزاری جاسکتی۔ ساری جدوجہد اور بھاگ دوڑ کا مقصد کیا ہے[46]۔ حیرت ہے کہ ایک طرف تو معمولی پیشوں ہنروں کی تعلیم دی جاتی ہے دوسری طرف غایت حیات انسانی کی تعلیم طلبہ کے لئے شجر ممنوعہ قرار دے گئی ہے۔[47] مقاصد عالیہ اور زندگی کے مقاصد اور تعلق مفقود ہونے سے کوئی بھی تعلیم اپنی افادیت کھو بیٹھے گی۔ اور وہی تعلیم آگے جائے گی جو یہ تشنگی پوری کرے گی. اس بحث کو آگے اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ اشیاء کے درمیان ربط قائم کیا جائے یہ ربط مقصد کو بھی ظاہر کرے گا۔ انسانی فطرت کے انداز اور اصلاحی طریقوں کی تعلیم شاذونادر ہی دی جاتی ہے بالخصوص سائنس کے طالبعلموں کو کیونکہ سائنسی تعلیم کا بیشتر حصہ معلومات یا سائنسی فارمولے یا بحث پر مبنی ہے اور اس میں انسان کے مقاصد اعلیٰ کی تعلیم نہیں دی جاتی، اور اشیاء کے مقاصد یا مضامین کے مقاصد اعلیٰ مد نظر نہیں رکھے جاتے۔ زندگی کو بہتر بنانے میں سائنس کا کیا کردار ہے اس تعلیم کو حاصل کرنے کے بعد آپ کیا کر سکتے ہیں اور اس تعلیم کے نتائج کے حصول کے لئے کتنا دورانیہ چاہئے ان سوالوں کے جوابات تلاش کرنا ضروری ہیں اور تعلیم دیتے وقت ان کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

خلاصہ

مذہب اعتقاد کا دوسرا نام ہے جس میں تمام تر ذمہ داریاں اس سے منسلک ہوں مذہب ایسی ناگزیر قوت ہے جس کا ہمارے اعمال کو درست کرنے میں اہم کردار ہے مذہب محدود نہیں ہے ایسی قوت ہے جس پر یقین رکھنے اور اس پر اعتقاد کر کے زندگی اس کے مطابق گزاری جائے کھانے پینے لباس اور دیگر معاملات میں خیر وشر کا میعار مذھب کے تحت ہے اور وہی رجحانات نافع ہوتے ہیں جو مذہب کے تحت پروان چڑھتے ہیں اسلام ہی نے ہمیں سزاو جزا کا بہترین تصور دیا۔ سائنسی تعلیم تجرباتی ہے سائنسی علوم میں جس قدر اضافہ ہو رہا ہے اس سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے ک کوئی بھی شخص ان سارے علوم کو یاد نہیں رکھ سکتا سائنسی تعلیم کا مقصد فلاح اور اچھائی ہونا چاہیئے سائنسی علوم کے ساتھ اخلاق کی تعلیم بھی دینی چاہئے یہ تعلیم اسلام کے پیروکار کی حیثیت سے اسلام کے مطابق ہو گی۔

References

---

[1] Longman, *Longman Dictionary of Contemporary English* (England: Pearson Education Limited, 2009).
[2] Muzaffar Hussain Malik, *Bashryāt-e-Mzhab* (Islamabad: Muqtadara Qūmī Zubān), 92.
[3] Wahīd al-Dīn Khān, *Mzhab aur Jadeed Challenge* (Dehlī: Maktaba Risāla), 35.
[4] J. Arthur Thomson, *Introduction to Science* (New York, Henry Holt and Company), 37.
[5] Al-Raḥmān 55:29.

[6]Al-Anbīā' 21:30.
[7]Al-A'rāf 7:53.
[8] Rāgib Aṣfhānī, *Muffaradāt al-Qurān* (Lahore: Oslāmī Academy), 1:34.
[9] Al-Qalam 68:4.
[10] Al-A'rāf 7:11.
[11] Khalīfa Abd al-Ḥakeem, *Islām kā Nazryiah Ḥayāt*, 183.
[12] Malik, *Bashryāt-e-Mzhab*, 41.
[13] Abd al-Ḥakeem, *Islām kā Nazryiah Ḥayāt,* 148.
[14] Al-In'ām 6:162-163.
[15] Al-Nisā' 4:59.
[16] Al-Banī Isrā'īl 17:36.
[17] Al-Najam 53:38-42.
[18] Al-Baqarah 2:213.
[19] Al-Jāthiya 65:12-13.
[20] Al-Ra'd 13:7.
[21] Al-Fātir 35:24.
[22] Syed Muhammad Saleem, *Maghribī Falsafa Ta'līm kā Tanqeedī Muṭāl'a* (Lahore: Idara Taḥqīqī Tanzeem, 1981), 66.
[23] Al-Maryam 19:64.
[24] Al-Mā'dah 5:48.
[25] Al-Naḥal 16:36.
[26] Al-Namal 27:69.
[27] Malik, *Bashryāt-e-Mzhab,* 50.
[28] Abd al-Ḥakeem, *Islām kā Nazryiah Ḥayāt,* trans. Qutub al-Dīn (Lahore: Idāra Saqāfat-e-Islāmiya, 1998), 99.
[29] Al-'Imrān 3:83.
[30] Malik, *Bashryāt-e-Mzhab* (Islamabad: Muqtadara Qūmī Zubān, 2002), 41.
[31] Abd al-Ḥakeem, *Islām kā Nazryiah Ḥayāt,* 65.
[32] Malik, *Bashryāt-e-Mzhab,* 48.
[33] Malik, *Bashryāt-e-Mzhab,* 83.
[34] Malik, *Bashryāt-e-Mzhab,* 151.
[35] Al-In'ām 6:3.
[36] Abd al-Ḥakeem, *Islām kā Nazryiah Ḥayāt,* 62.
[37] Qāzī Qeyṣar al-Islām, *Falsafy ky Buniyādī Masā'il* (Islamabad: National Book Foundation, 2008), 29.
[38] Abd al-Ḥakeem, *Islām kā Nazryiah Ḥayāt,* 65.
[39] Mahar Muhammad Sa'eed Akhtar, *Ta'leem kī Nazriyātī Asās Islāmī Tnāzur mein* (Lahore: Anjuman-e-Fāzleen Idara Ta'leem-o-Taḥqīq), 90.
[40] Waḥeed Qureyshī, *Ta'leem ky buniyādī mubāḥis* (Islamabad: Institute of Policy Studies, 1998), 20.
[41] Al-Yāseen 36:38-40.
[42] Saleem, *Maghribī Falsafa Ta'līm kā Tanqeedī Muṭāl'a,* 145.
[43] Saleem Mansoor KHālid, *Qūmī Ta'leemī Policy* (Islamabad: Istitute of Policy Studies, 2002), 101.
[44] Ḥanīf Nadvī, *Asāsiyāt-e-Islām* (Lahore: Idāra Saqāfat-e-Islāmiya, 1992), 34.
[45] Saleem, *Maghribī Falsafa Ta'līm kā Tanqeedī Muṭāl'a,* 130.
[46] Saleem, *Maghribī Falsafa Ta'līm kā Tanqeedī Muṭāl'a,* 129.
[47] Saleem, *Maghribī Falsafa Ta'līm kā Tanqeedī Muṭāl'a,* 135.